سنڈے آگ

اخبار آپ کا

SUNDAY AAG LUCKNOW

Lucknow · Sunday 06 January 2019 · www.dailyaag.com · 4 pages

نئے سال میں خوش ہونے کیلئے ہے کیا؟

رمن سوامی

تخریبی سیاست، ٹوٹتا سماجی تانا بانا، غیر محفوظ اقلیتیں، تباہی کے کگار پر معیشت، روزگار کی تلاش میں غیر مطمئن نوجوان، پریشان حال کسان، ایسے حالات میں نئے سال پر خوش ہونے کے لئے ہے کیا؟۔

ماہر نفسیات نے ان لوگوں کے لئے ایک اصطلاح تیار کی ہے جو غیر یقینی اور انتشار ک جیسے حالات میں پھلتے پھولتے ہیں ۔ ماہر نفسیات ایسے لوگوں کو 'ڈرامہ سنڈروم کی ضرورت محسوس کرنے والے، کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سال 2019 بہت اچھا سال ہوگا۔ یہ پوری دنیا پر لاگو ہوتا ہے اور خاص طور سے ہندوستانی شہریوں کے لئے۔

عام انتخابی دن تک یعنی اگلے پانچ ماہ کسی ڈرامہ سے کم نہیں ہوں گے۔ جذبات اپنے شباب پر ہوں گے، ہر دن غصہ اور بد کلامی سنائی دے گی، فرضی خبریں تیار کرنے والوں کا کاروبار عروج پر ہوگا اور اس میں خوشی، غم، افسوس اور خوف کے لمحہ ہوں گے۔ ان سب کو جوڑنے والا ایک دھاگا غیر یقینی اور عدم استحکام کا ہو گا اور یہ سب بہت تکلیف دہ ہو گا۔

یہ بتانے کے لئے کسی نجومی یا درویش کی ضرورت نہیں ہے کہ سردیوں سے لے کر آئندہ گرمیوں تک ہندوستان اور ہندوستانی حقیقت پر مبنی ایک ایسا سیاسی ٹی وی شو دیکھنے کو ملے گا جو انتہائی تکلیف دہ ہوگا ۔کوئی بھی نجومی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس کے بعد کیا ہو گا ۔ شائد لوک سبھا انتخابات کے بعد سکون کا ایک چھوٹا سا وقفہ آئے گا کیونکہ جیتنے والا حکومت سازی میں مصروف ہو جائے گا اور ہارنے والا فریق خاموشی سے اپنے زخموں کی مرہم پٹی کر رہا ہوگا۔

لیکن اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ اس چھوٹے وقفہ کے بعد صورتحال اچھی ہو جائے ۔ انتخابی نتائج کے بعد معلق پارلیمنٹ سامنے آئے یا بڑے پیمانے پر انتخابی دھاندلیاں سامنے آئیں یا انتخابی مہم کے دوران کچھ تشدد کے واقعات سامنے آئیں یا پھر کچھ اور بڑا ہو جائے ۔ ایسی کسی بھی چیز کے ہونے سے آپ منکر نہیں ہو سکتے ۔

کسی بھی صورت میں جو بھی نتائج ہوں اور جس کو بھی اگلے پانچ سال ملک کا اقتدار چلانے کے لئے عوام اپنا مینڈیٹ دے اس بات کے امکانات انتہائی کم ہیں کہ حالات نارمل رہیں ۔ نئی حکومت اور نئے وزیر اعظم کے لئے کوئی بھی روایتی ہنی مون نہیں ملے گا ۔ شور کم نہیں ہوگا، عوام کی بے چینی میں کمی نہیں آئے گی ، عام آدمی کے درد اور تکلیف میں کوئی فوری کمی نہیں آئے گی ۔

اس عمل کے 6 ماہ بعد وہ وقت آئے گا جب بے چینی میں اضافہ ہوگا اور بغیر تاخیر کے فوری طور پر انتخابات میں کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کا مطالبہ شدید ہوگا ۔ ہر ملک کی تاریخ میں ایسے مواقع آتے ہیں اس لئے یہ دعوی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ آنے والے 12 ماہ آزاد ہندستان کی تاریخ میں بہت غیر یقینی اور بے چینی والے ہوں گے ۔ یہ کہنا زیادہ محفوظ ہو گا کہ دسمبر 2019 تک ملک کو کئی مسائل درپیش آئیں گے اور چیزیں بہتر ہونے سے پہلے بہت خراب ہوں گی ۔

عام انتخابی دن تک یعنی اگلے پانچ ماہ کسی ڈرامہ سے کم نہیں ہوں گے ۔ جذبات اپنے شباب پر ہوں گے، ہر دن غصہ اور بد کلامی سنائی دے گی، فرضی خبریں تیار کرنے والوں کا کاروبار عروج پر ہو گا اور اس میں خوشی، غم، افسوس اور خوف کے لمحہ ہوں گے ۔ ان سب کو جوڑنے والا ایک دھاگا غیر یقینی اور عدم استحکام کا ہو گا اور یہ سب بہت تکلیف دہ ہو گا ۔ یہ بتانے کے لئے کسی نجومی یا درویش کی ضرورت نہیں ہے کہ سردیوں سے لے کر آئندہ گرمیوں تک ہندوستان اور ہندوستانی حقیقت پر مبنی ایک ایسا سیاسی ٹی وی شو دیکھنے کو ملے گا جو انتہائی تکلیف دہ ہو گا ۔ کوئی بھی نجومی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس کے بعد کیا ہو گا ۔

یہ روایت ہے کہ نئے سال میں اچھے کی امید کی جاتی ہے لیکن اس سال اس وقت ایسی امید باندھنا غیر حقیقی اور ایماندارانہ نہیں ہو گی ۔ آج سیاست خرابی کے عروج پر ہے ۔ سیاست داں بے روک ٹوک بد کلامی اور بد تمیزی کرتے نظر آ رہے ہیں ۔ قومی معیشت بہت خراب حال میں ہے، بے روزگار نوجوانوں کی ایک فوج آمدنی کے مواقعوں کا انتظار کر رہی ہے، غصے سے بھرے کسان اپنی پیداوار کی معقول قیمت کا مطالبہ کر رہے ہیں ، اقلیتوں کو غیر محفوظ ہونے کا احساس ہے ، مذہبی جنونی تخریب کار عناصر کے لئے موجودہ صورتحال بہت اچھی ہے ۔ گزشتہ چار سالوں میں ملک کا سماجی تانا بانا اس قدر تار تار ہو گیا ہے کہ اس کو ٹھیک کرنے میں ایک لمبا وقت درکار ہے ۔ اس وقت جمہوری اداروں کی ساکھ سب سے نچلی سطح پر ہے ۔ کارپوریٹ کلاس اور شہری اشرافیہ اپنے ان گھروں میں مست ہیں جہاں صرف ان کو اپنی ہی آواز سنائی دیتی ہے اور دبے کچلے اور غریب عوام کی آواز سنائی نہیں دیتی ۔

یہ آنے والے دنوں کی ایک حقیقت ہے ۔ لیکن نئے سال کے موقع پر آنے والے سال کے اچھے ہونے کی امید کی روایت کو جاری رکھیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب امیدیں خالی نظر آتی ہیں ۔

طلاق ثلاثہ بل پر مودی حکومت کے قدم پیچھے کھینچنے کے ہیں دو اسباب...

تسلیم خان

پارلیمنٹ کے ایوانِ بالا میں متنازعہ تین طلاق بل کو لے کر 13 دن سے چل رہی ہنگامہ آرائی اس وقت ختم ہو گئی جب برسر اقتدار طبقہ نے طلاق ثلاثہ بل کو جبراً پاس کروانے کی ضد چھوڑ دی ۔ اس سے راجیہ سبھا میں ماحول کچھ بہتر ہوا تو حکومت نے جموں و کشمیر میں صدر راج نافذ کرنے کا آرڈیننس اور تعلیم کے حقوق ترمیمی بل کو پاس کروا دیا ۔

جہاں تک حکومت کے ذریعہ راجیہ سبھا میں طلاق ثلاثہ بل پر قدم پیچھے کھینچنے کی بات ہے، تو ایسا اس کے دو اسباب زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اس کی معاون شیوسینا نے اس تعلق سے سخت رخ اختیار کیا ہوا ہے، اور دوسرے یہ کہ راجیہ سبھا میں برسر اقتدار طبقہ اقلیت میں ہے اور بل پاس کرانا کسی بھی طرح ممکن نظر نہیں آ رہا ۔ حکومت نے راجیہ سبھا میں بدھ کے روز کارروائی کی لسٹ میں اس بل کو رکھا ضرور تھا لیکن ایوان کی کارروائی شروع ہوتے ہی چیئرمین ایم وینکیا نائیڈو نے کہا کہ جن بلوں پر ایوان میں عام اتفاق ہے انھیں پہلے بحث کے لیے رکھا جائے اور پاس کروا دیا جائے ۔ اس فیصلے کے بعد دونوں بلوں کو باری باری پاس کروا دیا گیا ۔

قابل ذکر ہے کہ اپوزیشن راجیہ سبھا میں اس بل میں ترمیم کے لیے بضد ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ طلاق ثلاثہ بل میں کئی باتیں ایسی ہیں جو کہ آئین کے خلاف اور غیر انسانی ہیں ۔ اس لیے ضروری اس بات کی ہے کہ بل کا جائزہ لینے کے لیے اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ لیکن حکومت کے ذرائع کا کہنا ہے کہ کسی بھی صورت میں بل پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ مودی حکومت نے بھی اسے انا کا مسئلہ بنا لیا ہے، اس لیے آرڈیننس کے ذریعہ اس قانون کو زندہ رکھنے کے لیے کچھ دن بعد حکومت کا ارادہ دوبارہ آرڈیننس لانے کا ہے ۔ راجیہ سبھا چیئرمین نے گزشتہ ایک ہفتہ تک پوری کوشش کی کہ طلاق ثلاثہ بل کسی طرح پاس ہو جائے ۔ لیکن بی جے پی کی اہم معاون شیوسینا بھی اس پر سخت رخ اختیار کیے ہوئے جس نے مودی حکومت کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا ہے ۔ اے آئی اے ڈی ایم کے اور بی جے ڈی نے بھی بضد ہو کر راجیہ سبھا میں حکومت کے لیے اراکین کے نمبر کو کم کر دیا ہے ۔ حکومت کی مشکل یہ تھی کہ طلاق ثلاثہ بل پر ہنگامہ کے سبب دیگر کام بری طرح متاثر ہو رہے تھے، اس لیے مجبوراً اس بل کو ٹھنڈے بستے میں ڈال کر دوسرے کام کو آگے بڑھا دیا ۔

جائیداد کی تقسیم اور ارب پتی خاندانوں کے جھگڑے

وجئے سنگھانیا اپنے بیٹے گوتم کے ہمراہ

وجے پت سنگھانیا ایک ایسے سابق ارب پتی ہیں، جن کو اُن کے بیٹے نے ہی کنگال کر کے رکھ دیا ہے ۔ سنگھانیا کے کنگال ہونے کی وجہ اپنا کاروبار اپنے ہی بیٹے کو منتقل کرنا بنی ۔

وطن عزیز کے کئی ارب پتی خاندانوں میں جائیداد کی تقسیم پر جھگڑے پائے جاتے ہیں ۔ ان میں ایک کپڑے کی صنعت سے وابستہ سنگھانیا خاندان بھی ہے ۔ یہ خاندان مشہور برانڈ ریمنڈ کا مالک ہے ۔ ریمنڈ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا بھر میں پینٹ کوٹ سوٹنگ کا بہترین کپڑا تیار کرتا ہے ۔ اس کی بنیاد وجے پت سنگھانیا نے رکھی تھی ۔

بوڑھے ہوتے ہوئے وجے پت سنگھانیا نے اپنی جائیداد اپنے بیٹے گوتم سنگھانیا کو تحفتاً منتقل کر دی تھی ۔ سنگھانیا خاندان کو سن 2007 میں کاروبار میں شریک دیگر افراد کی جانب سے عدالتی رسہ کشی کا بھی سامنا رہا تھا ۔ سن 2015 میں جائیداد کی گوتم سنگھانیا کو منتقلی نے بوڑھے وجے پت سنگھانیا کو پہلے بیٹے کا محتاج کیا اور پھر وہ کسی حد تک قلاش بھی ہو گئے ۔ اس دوران باپ بیٹے میں ہر قسم کے روابط منقطع ہو کر رہ گئے تھے ۔

گوتم سنگھانیا نے کاروبار کا کنٹرول سنبھالنے کے بعد اپنے والد کو سارے بزنس میں سے بتدریج باہر کر دیا ۔ اُن کا ریمنڈ بورڈ کے تاحیات چیئرمن کا منصب بھی چھین لیا گیا ۔

اب وجے پت سنگھانیا سن 2007 کے اُس عدالتی فیصلے کی روشنی میں اپنی جائیداد میں سے وہ حصہ واپس لینے کی کوشش میں ہیں، جو انہوں نے اپنے بیٹے کو تحفہ کی تھی ۔ سن 2007 کے فیصلے کے تحت والدین اپنا دیا گیا تحفہ واپس لے سکتے ہیں، اگر اُن کی مناسب دیکھ بھال نہ کی گئی ہو ۔

ہندوستان میں ارب پتی خاندانوں میں جائیداد اور مال و اسباب کی منصفانہ تقسیم کے تنازعے کوئی نئے نہیں ہیں ۔ سب سے امیر شخصیت مکیش امبانی بھی اپنے بھائی انیل امبانی کے ساتھ والد دھیرو بائی امبانی کے مرنے کے بعد جائیداد کی تقسیم پر عدالت پہنچ گئے تھے ۔ یہ عدالتی کارروائی برسوں چلتی رہی ۔ اس کی وجہ دھیرو بائی امبانی کا وصیت کے بغیر مر جانا بتایا گیا تھا ۔

اسی طرح شراب اور پراپرٹی کے کاروبار میں شریک چڈا خاندان بھی متاثر ہوا ۔ اس ارب پتی خاندان کے دو بھائیوں گوردیپ سنگھ عرف پونٹی چڈا اور ہردیپ سنگھ چڈا نے کاروباری تنازعے اور جائیداد کی تقسیم کے معاملے پر سن 2012 میں بات چیت کے دوران جھگڑا شروع ہونے پر ایک دوسرے کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا ۔ ملک کے ایک اور ارب پتی خاندان کے دو بھائی مالویندر موہن سنگھ اور شویندر موہن سنگھ بھی اپنے والد کی ادویات سازی کے کاروبار کی تقسیم پر عدالتوں کے چکر کاٹتے رہے ہیں ۔ یہ خاندان بھارت کے بیس ارب پتی خاندانوں میں شمار ہوتا تھا ۔

دونوں سیاسی محاذوں کے خدوخال آج بھی واضح نہیں

عبیداللہ ناصر

آئندہ پارلیمانی انتخابات کے لئے موجودہ دونوں محاذوں کا خدوخال ابھی بھی واضح نہیں ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی علاقائی پارٹی کس قومی پارٹی کے خانہ میں جائے گی ۔ تلنگانہ کے وزیر اعلی نے غیر کانگریس اور غیر بی جے پی محاذ کی تشکیل کے لئے مہم شروع کر دی ہے ۔ انہوں نے بنگال کی وزیر اعلی ممتا بنرجی اوڈیشہ کے وزیر اعلی نوین پٹنائک کے علاوہ اتر پردیش کے دونوں اہم لیڈروں اکھلیش یادو اور مایاوتی سے بھی رابطہ قایم کیا ہے ۔ اکھلیش اور مایاوتی نے غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق پہلے ہی اتر پردیش میں از خود سیٹوں کا بٹوارہ کر لیا ہے ۔

ادھر بہار میں بی جے پی کی قیادت والے این ڈی اے کی حالت کتنی پتلی ہے اس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کی ریاست کی 40 میں سے 22 سیٹیں جیتنے والی بی جے پی نے 2 پارلیمانی سیٹ جیتنے والی جنتا دل یو کے سامنے خود سپردگی کر دی ہے اور محض 17 سیٹیں لینے پر راضی ہو گئی ہے جبکہ جنتا دل یو کو بھی 17 سیٹیں دی ہیں ۔ اوپیندر اکشواہا پہلے سے ہی این ڈی اے کو خدا حافظ کہہ چکے ہیں ۔ سیاسی موسم میں آنے والے بدلاؤ کو وقت سے پہلے سمجھنے والے رام ولاس پاسوان نے موقع غنیمت دیکھتے ہوئے مول بھاؤ سخت کیا اور اپنے لئے راجیہ سبھا کی سیٹ لینے کے ساتھ ساتھ 6 سیٹیں بھی جھٹک لیں ۔ اس طرح بہار میں بی جے پی پہلے ہی قریب 15 سیٹوں کا نقصان برداشت کر چکی ہے ۔ بہار میں کانگریس کی قیادت والے یو پی اے کے لئے اتر پردیش جیسے غیر یقینی حالات نہیں ہیں کیونکہ راشٹریہ جنتا دل کے لیڈر لالو پرساد یادو اور ان کے ہونہار بیٹے تیجسوی یادو نے کانگریس سے علیحدہ ہو کر کسی مورچے کی تشکیل کا اعلان نہیں کیا ہے ۔

اتر پردیش کے حالات خاصہ پیچیدہ ہیں اس کی خاص وجہ یہاں کے دونو اہم لیڈروں مایاوتی اور ملایم سنگھ یادو کا وزیر اعظم کی کرسی پر نظر ہونا ہے دونو ں لیڈروں کی کوشش یہ رہتی ہے کہ ان کی پارٹی کم از کم 60 سیٹیں حاصل کر لیں اور کانگریس کی کارکردگی زیادہ اچھی نہ رہے تا کہ انھیں باہر سے حمایت دے کر وزیر اعظم بنوانے کے لئے مجبور ہو ں ۔ یہ ان کا بہت پرانہ خواب ہے جو ابھی تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا مگر بہر حال دونو ں لیڈروں کی یہ کوششیں جاری ہیں ۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ مایاوتی کا دلت ووٹ بینک ملائم کا مسلم ووٹ بینک اور بی جے پی کا اعلی ذات خاص کر پنڈت ووٹ بینک جو پہلے کانگریس کے پاس تھا یہ تینوں پارٹیاں نہیں چاہتیں کی اتر پردیش میں کانگریس اتنی مضبوط ہو جائے کہ ان کا یہ ووٹ بنک پھر سے اپنی پرانی پارٹی کی طرف واپس چلا جائے اس لئے ملائم اور مایاوتی بی جے پی کو مضبوط ہوتے دیکھ سکتی ہیں کانگریس کو نہیں ۔

راہل گاندھی کے کانگریس کا صدر بننے کے بعد سے ان کی تقدیر کا ستارہ عروج کی جانب رواں دواں ہے گجرات سے شروع ہوا سفر مدھیہ پردیش ، راجستھان اور چھتیس گڑھ تک پہنچ چکا ہے ۔ کانگریس کے مردہ جسم میں نئی جان پڑ چکی ہے ۔ اب اس کے رہنما کے ہی نہیں بلکہ عام کارکنان تک کے حوصلے بلند ہیں ۔ کانگریس رہنماؤں نے واضح طور پر اشارے دیئے ہیں کہ وہ سمجھوتہ کے لئے دروازہ کھلا رکھنا چاہتی ہے لیکن کانگریسی کارکنان اور سیکولر مزاج سنجیدہ طبقہ چاہتا کہ کانگریس جھک کر سمجھوتہ نہ کرے تا کہ کانگریس کارکنان کی حوصلہ شکنی نہ ہو ۔